رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے | عسیٰ اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا ۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۴ | ۱۴/۱۷ اکتوبر ۱۹۱۶ء | شنبہ | مطابق ۱۵/۱۸ ذی الحج ۱۳۳۴ھ | نمبر ۲۹-۳۰

اعتذار

۱۴ر اکتوبر ۱۹۱۶ء کا اخبار بالکل تیار ہو چکا تھا ۔ کہ کاغذ کے وقت پر نہ پہنچنے کی وجہ سے چھپ نہ سکا ۔ کاغذ کی بلٹی کئی دنوں سے آئی پڑی تھی ۔ لیکن نہ معلوم سٹیشن پر مال کیوں نہ آیا ۔ اس مجبوری کی وجہ سے ۱۴ر تاریخ کا اخبار شائع نہ ہو سکا ۔ اُمید ہے کہ ہماری اس سخت مجبوری کو پیش نظر رکھ کر ہمیں التوائے اخبار کے لئے معذور سمجھا جائے گا ۔ کاغذ ابھی تک یہاں نہیں پہونچا ۔ اس لئے بشکل ۱۴ اور ۱۷ تاریخ کا اخبار بارہ صفحہ کا ہی شائع کیا جاتا ہے ۔

(مینجر)

اخبار احمدیہ

جلسہ احمدیہ برادرم مکرم جناب ظفر حسن صاحب سامانہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ یہاں کا جلسہ بہت عمدگی اور کامیابی کے ساتھ ختم ہوا ۔ تین اشخاص غیر مبائع بیعت میں داخل ہوئے ۔ اور تین غیر احمدی احمدی ہوئے ۔

لاہوری پارٹی کی طرف سے محمد حسین مرہم عیسےٰ نامی یہاں آیا تھا ۔ اُس کی موجودگی میں تین غیر مبائعین نے بیعت کی ۔

کل ہمارے مبلغین کے چلے جانے کے بعد محمد حسین مذکور کا وعظ یہاں کے پیامیوں نے کرایا تھا ۔ مجھے خصوصیت کے ساتھ یہ تحریری وعدہ کر کے کہ تقریر حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خاتمہ پر سوال وجواب کا موقعہ دیا جائیگا اور دو تحریریں دیں کہ سوال وجواب کے لئے وقت دیا جائیگا مگر جیسا کہ ان کا وعدہ تھا ۔ کوئی وقت سوال وجواب کے لئے نہ دیا ۔ تقریباً ۵۰ ۔ ۶۰ آدمی ان کی وعظ میں گئے تھے ۔ کہ سوال وجواب فریقین سے فائدہ اٹھاویں گے مگر یہاں مرہم عیسےٰ نے کوئی موقعہ سوال وجواب کے لئے نہ دیا ۔ مگر تاہم اس کی بکواس کا ازالہ اسی جگہ کھڑے ہو کر کیا گیا ۔

کمترین کی برادری کے لوگ جنکو ہمارے سے بوجہ احمدیت رشتہ ناطوں میں رنج پیدا ہوا ہے ۔ انہوں نے ہماری وجہ سے محمد حسین کو قیام کرنے کی اور شام کو کھانے کی دعوت دی ۔ مگر محمد حسین نے منظور نہیں کی ۔

سامانہ میں ہر شخص مسلمان ۔ ہند و احمدیت کا ذکر کر رہے ہیں ۔ خداوند کریم اس کو اور زیادہ بابرکت کریگا ۔ انشاء اللہ

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

قابلِ رشک نمونہ

کوٹ رحمت خان سے برادرم شیر محمد صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اس جگہ ہماری جماعت میں ایک لدھو نامی چوڑی گر تھا اس کی والدہ حقیقی کچھ روز بیمار رہی۔ اور کل فوت ہو گئی۔ مسمی لدھو اپنی والدہ کی بہت عمدہ خدمت کرتا رہا۔ ذرا بھر فرق نہ کیا۔ اپنی زندگی میں والدہ لدھو نے جب سے یہ پاک سلسلہ احمدیہ میں مشرف ہوا۔ اس کے گھر سے کھانا تو درکنار پانی تک نہ پیا۔ اور کہتی تھی۔ کہ تو کرانی ہو گیا ہے میں اب تیرے گھر سے پانی تک نہ پیئوں گی۔ مگر لدھو پورے طور بموجب حقوق فرزندی خدمت بجالاتا رہا۔ یہ اصلی باشندہ ضلع سیالکوٹ کے ہیں۔ اس کی والدہ کی نازک حالت سن کر پچھلی برادری بھی آگئی ہوئی تھی۔ انھوں نے بھی ہرچند لعنت ملامت شروع رکھی۔ کہ تو دین اسلام کو کیوں چھوڑ گیا ہے۔ اپنی والدہ کو خوش کر لو۔ لیکن مسمی لدھو یہی جواب دیتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مسلمان ہوں۔ اور تب سے مسلمانی کی خبر ہوئی ہے۔ جب سے میں پاک سلسلہ احمدیہ میں منسلک ہوا ہوں۔ پہلے تو صرف رسمی مسلمان تھا جسطرح آپ ہو۔ اگر آپ کو مذہب اسلام پسند ہے تو آپ بھی قادیان شریف میں جا کر بیعت کر لو۔ ورنہ تم اسلام حقیقی سے دور جا رہے ہو۔ میرا کوئی فکر نہ کرو۔ میں بفضل خدا اسلام میں ہوں۔ غرضیکہ اپنی والدہ کو غسل وغیرہ دلا کر چارپائی اپنے کندھے پر اٹھالی۔ اور جہاں وہ جنازہ پڑھنے لگے۔ چارپائی رکھ کر الگ ہو گیا وہاں پھر برادری والوں نے اور دوسرے لوگوں نے لعنت ملامت شروع کیں۔ مگر یہی جواب دیتا۔ کہ میرے آقا امام زمان حضرت مسیح موعود رحمۃ اللہ علیہ کا حکم ہے۔ جب تک کوئی آدمی میری بیعت میں نہ ہووے۔ اس سے نماز اور جنازہ الگ کر لو۔ اس لئے میں ہرگز اللہ تعالیٰ کے نبی کا حکم عدول نہ ہونے دوں گا۔ تب دوسروں نے جنازہ پڑھ لیا۔ اور مسمی لدھو نے چارپائی اٹھا کر اپنی والدہ کو ہاتھوں پر رکھ کر لحد میں رکھدیا اور پوری احتیاط سے قبر بنا کر گھر آگیا۔ تمام بھائیوں کو اللہ تعالےٰ ایسی ہی توفیق دیگر مخلوق خدا کے واسطے نمونہ بنادے۔ آمین ثم آمین۔

منصوری سے جناب مولوی خلیل احمد صاحب مبلّغ اطلاع دیتے ہیں۔ بعد کی حالت منصوری کی یہ ہے۔ کہ عاجز قریب ایک ہفتہ کے وہاں ٹھہرا رہا۔ اشتہار بھی خوب تقسیم ہوئے۔ جناب حافظ سید عبد المجید صاحب نے خط کے ذریعہ بھی مطلع کیا۔ کہ آؤ اگر کچھ اعتراض یا سوال رکھتے ہو۔ تو ہمارے مولوی صاحب کے سامنے پیش کرو۔ مناظرہ کرنا چاہتے ہو۔ تو مناظرہ بھی کر لو۔ لیکن کسی کو حوصلہ نہ ہوا۔ جلسہ ہم لوگوں کا ہوا۔ چونکہ بارش کا سلسلہ بھی برابر جاری رہا۔ اس لئے بہت کم آدمی آئے تاہم عاجز نے سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر تقریر کی۔ اپنے احمدی بھائیوں کو بہت فائدہ ہوا۔ پیامی یعنی غیر مبائعین بھی دو تھے۔ اور دو روز تک آتے رہے ان کو بھی سمجھایا۔ ان کے اعتراضوں کا جواب دیا۔ اور اُن کے شبہات کا بفضلہ تعالےٰ ازالہ کیا۔ اخویم فخر الدین صاحب بھی آگئے تھے۔ انھوں نے بھی ان کے اعتراضوں کا معقول جواب دیا۔ ان میں سے ایک صاحب نے کتاب حقیقۃ النبوۃ اور قول الفصل مانگی ہے۔ اور غور سے پڑھنے کا وعدہ کیا ہے دوسرے صاحب نے یہ بھی اقرار کیا۔ کہ بیشک امت محمدیہ میں ایک ہی شخص نبی کا نام پانے اور اس نام سے موسوم ہونے کا مستحق تھا۔ اور وہ مسیح موعود ہے۔ دوسرے محدثین یا آئمہ چونکہ مسیح موعود نہ تھے۔ اس لئے نبی بھی نہ تھے پھر انھوں نے کہا۔ کہ ہم حقیقی نبی نہیں مانتے ہیں میں نے کہا۔ کہ اس معنی سے تو ہم لوگ بھی حقیقی نبی نہیں مانتے ہیں۔ کہ آپ کوئی نئی شریعت لائے۔ یا نیا کلمہ بنایا۔ یا براہِ راست نبوت پائی۔ لیکن اس معنی کے لحاظ سے آپ حقیقی نبی ضرور ہیں۔ کہ آپ سچے نبی ہیں۔ جعلی اور بناوٹی نبی نہیں۔ بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقی شان کو پہچانیں۔ اور مانیں۔

ڈیرہ دون میں جلسہ

۲۷ ستمبر کو عاجز منصوری سے رخصت ہو کر ڈیرہ دون پہنچا۔ شب کو ڈیرہ دون میں عاجز کی ایک تقریر حاجی محمد حنیف صاحب سوداگر کے مکان پر ہوئی۔ یہاں بفضلہ تعالیٰ سامعین کی تعداد بہت کافی تھی۔ غیر احمدیوں کی مسجد میں جا کر جماعت کے ختم ہونے پر اخویم عبد الرشید صاحب نے جلسہ کا اعلان کر دیا تھا۔ لوگوں نے رکاوٹ ڈالی۔ مگر بفضلہ تعالیٰ تھوڑی دیر کے اعلان میں بہت آدمی جمع ہو گئے تھے۔ عاجز نے سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر گیارہ بجے رات تک تقریر کی۔ بعض شخص ایسے بھی تھے۔ جو کہ ہماری باتوں کے سننے کی تاب نہ لا سکے۔ اور اٹھ کر چلے گئے۔ مگر زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو کہ بیٹھے رہے۔ اور بہت دلچسپی کے ساتھ سنتے رہے۔ اور اکثر ان میں ایسے ہیں جنھوں نے بہت اچھا اثر قبول کیا۔

تقریر کے آخر میں میں نے بہت زور سے اعلان کیا۔ کہ جس کسی کو کچھ پوچھنا یا سوال کرنا ہو۔ تو وہ شخص ہمارے پاس آ جائے اور سوال کرے۔ اگر میرے پاس نہ آنا چاہتا ہو۔ تو مجھ ہی کو اپنے مکان پر یا جہاں کہیں بلائیں۔ میں خود حاضر ہونگا۔ اور شوق سے اعتراضوں کو سنوں گا۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ تسلی بخش جواب دوں گا۔ میں ہر طرح سے اتمام حجت کرتا ہوں۔ اب بھی کوئی شخص احقاق حق کے لئے آمادہ نہ ہو۔ تو اسکا مواخذہ اسی خدا پر ہے۔ جس کی طرف ہر ایک کی بازگشت ہے۔

آج ایک اشتہار بھی چھپ رہا۔ خدا چاہے۔ تو آج بھی سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر عاجز کی تقریر ہوگی۔ ایک خاص مکان کرایہ پر لیا گیا ہے۔ اور ہر طرح کا انتظام کافی طور پر کیا گیا ہے۔

ڈیرہ دون کے لوگوں نے اپنے علماء کو مباحثہ کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کوئی آمادہ نہ ہوا۔ پھر سنا ہے۔ میرٹھ وغیرہ کے مولویوں کو لانے کے لئے آدمی بھیجا۔ لیکن کوئی نہ آیا۔

نماز جنازہ۔ شاہجہانپور سے جناب محمد علیخان صاحب منشی علی حسن خان صاحب کیلئے لورالائی سے ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب اپنی اہلیہ کیلئے شادیوال سے میاں محمد دین صاحب چوہدری حسن محمد صاحب کے لئے باجیاں ضلع لاہور سے سلام اللہ صاحب اپنی اہلیہ کے جنازہ غائب پڑھنے کی التجا کرتے ہیں۔ احباب جنازہ پڑھیں۔

الفضل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قادیان دارالامان - ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۶ء

اسلام کو بدنام کرنیوالے علماء

نمبر (۲)

قرآن کریم کا دعوٰی ہے کہ وما جعل علیکم فی الدین من حرج - خدا تعالےٰ نے دین اسلام ایک ایسا دین دنیا کو عطاء کیا ہے - کہ جس میں کسی طرح کی تنگی اور روکاوٹ نہیں - قرآن کریم اس دعوٰی کو مدنظر رکھ کر اس فتوے کو دیکھو - جو مفقود الخبر کی زوجہ کے متعلق دیا گیا ہے - کہ اُسے ایک سو بیس سال اپنے خاوند کا انتظار کرنا چاہیئے - اور اس عرصہ کے بعد اگر خاوند نہ آئے - تو پھر اُسے اور نکاح کرنا چاہیئے ؛

کیا یہ ایک سو بیس سال کی مدت مدید عورت کے لئے ایسی تنگی اور روکاوٹ نہیں - جو اس کی تمام زندگی کو رنج و آلام کا مرجع بنا دے سکتی ہے - مصیبت اور تکلیف کا ایک دن ہی کیا کم ہوتا ہے - کہ ایک سو بیس سال کی کبھی نہ ختم ہونیوالی مدت کے لئے ایک عورت کو بے دست و پا کرکے بٹھا دیا جائے - کیا اگر یہ فتوٰی دین اسلام کے رو سے درست اور صحیح ہے - تو پھر قرآن کریم کا یہ دعوٰی کہ وما جعل علیکم فی الدین من حرج درست رہ سکتا ہے - ہرگز نہیں - لیکن اصل بات یہ ہے - کہ یہ فتوٰی دینے کی اسلام ہرگز ہرگز اجازت نہیں دیتا - اور جو کوئی ایسا فتوٰی دیتا ہے - وہ گویا اسلام کے خلاف کرتا ہے - اسلام کا تو عورتوں کے متعلق یہ حکم ہے کہ عاشروھن بالمعروف - ان سے نیکی اور شرافت - احسان اور مروت کا سلوک کرو - پھر وہ یہ بات کس طرح جائز رکھ سکتا ہے کہ کوئی بیچاری مصیبت کی ماری عورت ایک سو بیس سال عدم خبر گیری اور بے توجہی کی کند چھری سے ہلاک کی جاتی اور نیم بسمل کی طرح تڑپتی رہے - اسلام تو صاف اور کھلے الفاظ میں کہتا ہے - فامسکوھن بمعروف او فارقوھن بمعروف - یا تو مروت اور احسان کے ساتھ عورتوں کو اپنے گھر میں رکھو - اور اگر کسی وجہ سے نہیں رکھ سکتے - تو بھلائی اور عمدگی کے ساتھ اپنے سے جدا کر دو - یہ آیت بتلاتی ہے کہ خاوند کے لئے دو ہی صورتیں ہیں - اول یا تو یہ کہ عورت کو اپنی زوجیت میں حسن سلوک کے ساتھ رکھے - اور اسکے حقوق ادا کرے - دوم یہ کہ اگر کوئی ایسی وجہ پیدا ہو گئی ہے کہ اُسے رکھ نہیں سکتا تو شریفانہ طور پر الگ کر دے تاکہ وہ اپنی زیست کا کوئی اور سامان کرے - تیسری صورت اسلام نے کوئی رکھی ہی نہیں - لیکن جو شخص مفقود الخبر ہو جاتا - اور اپنی عورت کے حقوق میں سے کچھ بھی ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا - وہ ان دونوں صورتوں کے خلاف کرتا ہے - نہ تو وہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرتا ہے - اور نہ اسے اپنے سے الگ کرتا ہے - اس سے سمجھ لینا چاہیئے - کہ وہ کہاں تک شریعت اسلامیہ کی پابندی کرتا ہے - اسکے عدم پتہ ہونے کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں - ایک تو یہ کہ وہ جان بوجھ کر اپنے بعض فوائد کے خیال سے اپنے لواحقین کو پتہ نہ دیتا ہو - اور دوسری صورت یہ کہ اُسے ایسی مجبوریاں پیش آگئی ہوں کہ باوجود پتہ دینے کی کوشش کرنے کے پتہ نہ دے سکتا ہو - صورت اول میں تو وہ خود شریعت کے خلاف کرنے کا موجب ہوگا - اور اس میں سراسر اسی کا قصور ہوگا کہ کیوں وہ اپنی عورت کے حقوق کو عدم پتہ رہ کر زائل کر رہا ہے - اور اگر دوسری صورت ہو - تو اسکی عورت کو اس قدر لمبے عرصہ تک اس کا منتظر بٹھانے والے قصوروار ہونگے - کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولا تمسکوھن ضراراً - کہ عورتوں کو تم تکلیف اور دکھ دینے کے لئے نہ روکے رکھو - اب جو کوئی بھی کسی عورت کو روکتا ہے - اور اسکے لئے تکلیف اور ضرر کا باعث بنتا ہے - وہی اسکے نیچے آجاتا ہے - ایسے احکام کے ہوتے ہوئے معلوم نہیں اسلام کے ستون کہلانیوالے علماء کسطرح اسلام کو بدنام کرنیوالے اس قسم کے فتوے دینے کی جرأت کرتے ہیں ؛

عورتوں کے حقوق کی نگہداشت اور ادائگی کے لئے جسقدر اسلام نے زور دیا ہے - اور کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا - لیکن افسوس! کہ اسلام نا اہل لوگوں کی وجہ سے بدنام ہو رہا ہے - قرآن کریم تو عورتوں کی یہاں تک رعایت رکھتا ہے - کہ فرماتا ہے اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن - کہ جس حیثیت اور جس مقدور سے تم خود رہتے ہو - اسی سے عورتوں کو رکھو - یہ کہ نہیں کہ تم خود تو مزے اُڑاتے پھرو - اور عورت بیچاری کو پتہ تک نہ دو - اور عورتوں کو ایسی ایذا اور دکھ نہ دو کہ انکی زندگی اُن پر تنگ ہو جائے ؛

اب جو شخص اپنا پتہ بھی نہیں بتلاتا - اسکے متعلق دیکھنا چاہیئے - کہ وہ کہاں تک خدا تعالےٰ کے اس حکم پر عمل پیرا ہوتا ہے - کیا وہ اپنی عورت کو اسی حالت اور حیثیت میں رکھتا ہے - جیسی کہ وہ خود ہوتا ہے - ہرگز نہیں - اکثر ایسا ہوتا ہے - کہ مرد عیش و عشرت میں گرفتار ہونے کی وجہ سے عورت کو اسلئے اطلاع نہیں دیتا کہ عورت کے اخراجات اسکی عیش پرستی میں روک ثابت ہونگے جبتک یہ صورت ہو - تو کیا بیچاری عورت پر یہ صریح ظلم اور ستم نہیں کہ وہ ایک سو بیس سال تک بیٹھی ہوئی اپنی جان کو روتی رہے - اور اسکے لئے اس مصیبت اور تکلیف سے مخلصی پانے کا کوئی طریق نہ ہو - اور اگر یہی مان لیا جائے کہ لا پتہ ہونے والا کسی خاص مجبوری کی وجہ سے اپنا پتہ نہیں بتا سکتا - اور نہ عورت کی خبر گیری کر سکتا ہے - تو کیا ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن کا ارشاد اس عورت کے لئے مخلصی کا راستہ نہیں کھول دیتا - خدا تعالےٰ فرماتا ہے عورتوں کو اس لئے نہ روکے رکھو - کہ انکی زندگی کے ایام ان پر تنگ ہو جائیں - اب جو کوئی بھی کسی عورت کو اس طریق سے روکتا ہے - خواہ اُسکے روکنے کی کوئی وجہ ہو وہ ارشاد خداوندی کے خلاف کرتا ہے - اور اس کا خلاف کرنا عورت کے لئے مخلصی کا راستہ کھول دیتا ہے - اب کسی کا حق نہیں ہے کہ بیچاری عورت پر اسکی زندگی کو دوبھر بنانے کے لئے اُسے روکے رکھے - جب خدا تعالےٰ یہ پسند نہیں کرتا کہ عورت کا خاوند بھی جسکے عورت پر کئی قسم کے احسان اور حقوق ہوتے ہیں - یہ حق حاصل نہیں ہے

کہ اسے تکلیف دینے کے لئے اپنے گھر میں روکے رکھے اور اس کے لئے خاص طور پر یہ حکم فرماتا ہے کہ ولا تمسکوھن ضراراً لتعتدوا۔ تو یہ کسطرح جائز اور روا ہو سکتا ہے کہ خاوند کے لاپتہ ہو جانے کی صورت میں دوسرے لوگ عورت کو ایک سو بیس ۱۲۰ سال کے طویل عرصہ تک بے دست و پا ہو کر بیٹھے رہنے کے لئے مجبور کریں۔ اسلامی نکاح کوئی ایسا طوق مصیبت نہیں کہ جب ایک دفعہ کسی عورت کے گلے میں پڑ جائے۔ تو پھر خواہ کچھ ہی ہو۔ اُتر نہیں سکتا۔ بلکہ اسلام نے عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے لئے سکینت اور آرام کا باعث قرار دیا ہے۔ اگر یہ بات حاصل نہیں اور ضرر اور تکلیف ہے۔ تو چونکہ اس نکاح سے وہ غرض پوری نہیں ہوتی۔ جو اسلام پوری کرنی چاہتا ہے۔ اس لئے وہ نکاح ہی نہیں رہتا۔

معلوم نہیں کہ زوجۂ مفقود الخبر کے لئے ایک سو بیس ۱۲۰ سال انتظار کرنے کا فتویٰ مسلمانوں نے کہاں سے نکالا۔ اور کیوں اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ کہ وہ اسلام جو عورت کے چھوٹے چھوٹے حقوق اور ذرا ذرا سی تکلیف کے لئے خاص طور پر احکام دیتا ہے۔ وہ ان کے اس فتویٰ کو جو مصیبت عظیمہ کا باعث ہے۔ کسطرح روا اور جائز قرار دیگا۔ وہ فتویٰ جو عورت پر اتنا بڑا ظلم روا رکھتا ہو ہرگز اسلامی شریعت کے مطابق نہیں کہلا سکتا۔ اگر کسی کی طرف سے یہ فتویٰ بتلایا جاتا ہے۔ تو یہ اس کا اپنا ذاتی خیال اور اجتہاد ہے۔ ایسی صورت میں عورت کی مشکلات کو دیکھ کر ایسا فیصلہ کرنا علمائے اسلام کا کام ہے۔ جو عورت کو مصیبت سے نکالنے کا موجب ہو۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ایسے علماء آئیں کہاں سے۔ اگر علماء میں خشیت اللہ اور تقویٰ پایا جاتا۔ تو آج مسلمانوں کی یہ حالت کیوں ہوتی۔ اور ان کے ہاتھوں اس طرح کیوں اسلام اعداء کے لئے نشانۂ ملامت بنتا۔ انکی اسی حالت کی وجہ سے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ ایک ایسی جماعت تیار کر گئے۔ جو اسلام کو روشن کرنے اور اسکی معقولیت کا سکہ جمانے والی ہے۔ اور اس میں ایسے علماء اور فضلاء موجود ہیں۔ جو ایسے معاملات کے متعلق نہایت پختہ اور صحیح رائے رکھتے ہوں۔ چنانچہ زوجہ معلقہ کے متعلق بھی اس جماعت کے ایک خاص انسان حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ خلیفۂ اول کا فتوےٰ شائع شدہ موجود ہے۔ جو یہ ہے:-

"چار سال تک اگر کوئی خبر نہ ملے اور کچھ پتہ نہ لگے۔ تو اسکو مُردہ کی مانند سمجھنا چاہیئے"

اس فتویٰ کی معقولیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ کوئی ایسی میعاد نہیں کہ جس کا مقتضی ہونا ناممکنات سے ہو اگر مسلمانوں کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ ان میں سے کوئی چار سال تک اگر عدم پتہ رہ کر اپنی بیوی کی خبر گیری نہیں کریگا۔ تو اس کا نکاح فسخ ہو جائیگا۔ اور اُسکی عورت دوسری جگہ نکاح کر لینے کی شریعت کے رُو سے مجاز ہوگی۔ تو کوئی خاص ہی مجبوری کی وجہ سے اپنی خبر نہ دے۔ تو اور بات ہے۔ ورنہ اکثر اپنی نسبت اطلاع تو ضرور دیدینگے۔ لیکن جب انہیں یہ معلوم ہو کہ ہم ایک سو بیس ۱۲۰ سال تک گم گشتہ رہ کر بھی اپنی بیوی کو اپنے قبضہ میں رکھ سکتے ہیں۔ تو پھر انہیں کیا ضرورت ہے۔ کہ اطلاع دیتے پھریں۔

غرض ایک سو بیس سال کا فتوےٰ اپنے اندر اسقدر قباحتیں رکھتا ہے کہ اس کا وجود عدم سے بدتر ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہو جائیں تا سچے دین پر ان کا عملدرآمد ہو۔ اور اسلام کسی غیر کی نظر میں ہنسی کا موجب نہ بنے۔ بلکہ جیسا کہ وہ واقعہ میں ہے۔ ایک معقول اور فطرت صحیحہ کے مطابق مذہب ثابت ہو۔

ریویو

طبی مشورہ مہتہ سیتا رام صاحب دت کو یراج نے اس نام سے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں نہایت عمدہ اور مفید ہدایات و معلومات متعلق حفظ صحت درج ہیں۔ آپ ایک قابل معالج اور تجربہ کار وید ہیں۔ اسلئے اُمید کی جا سکتی ہے کہ آپ کے طبی مشورہ کو عمل میں لانیوالے ضرور فائدہ حاصل کرینگے۔ آپنے بعض بیماریوں کے متعلق اپنے مجرّب و آزمودہ نسخے بھی درج کر دئیے ہیں۔ جن سے پتہ لگتا ہے۔ کہ آپنے محض مخلوق کو فائدہ پہنچانے کے لئے یہ کتاب شائع کی ہے پبلک کو ایسے انسانوں کی قدر کرنی چاہیئے۔ اور ان کے اس قسم کے مشوروں سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ جہاں تک ہمنے اس کتاب کو پڑھا ہے۔ مفید اور دلچسپ پایا ہے۔ چھوٹی تقطیع کے ۱۶۴ صفحہ کی کتاب ہے۔ اور قیمت فی جلد ۸ر۔ تین جلد اکٹھی منگوانے میں بمعہ محصولڈاک ایک روپیہ صرف ہوگا۔ اُمید ہے کہ پبلک اس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریگی۔

عقد انامل مرغوب ایجنسی لاہور اپنی مرغوب مطبوعات کی وجہ سے خاص شہرت رکھتی ہے۔ اسکی طرف سے ایک چھوٹی سی کتاب عقد انامل کے نام سے حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ جسمیں انگلیوں پر دس ہزار تک گنتی کرنے کا طریق بتایا گیا ہے۔ جو اہل عرب کی دُنیا کو محوِ حیرت کر دینے والی ایجاد ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ اس ایجاد کو زندہ رکھا جائے۔ اور اس طریق سے حساب کرنے کا ڈھنگ سیکھا جائے اس مقصد کے لئے عقد انامل ایک مفید راہ نما ثابت ہو سکتی ہے۔ جسمیں ہر ایک عدد کے لئے انگلیوں کی تصویر بھی بنا دی گئی ہے۔ لکھائی۔ چھپائی بہت اعلےٰ ہے۔ کاغذ بھی عمدہ لگایا گیا ہے۔ قیمت ۱ر ہے جو واجبی ہے۔ مرغوب ایجنسی لاہور کے پتہ سے ملسکتی ہے۔

انوار خلافت

اس نام سے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی وہ معرکۃ الآراء تقریریں جو حضور نے سالانہ جلسہ ۱۹۱۵ء پر فرمائی تھیں۔ چھپ کر تیار ہو گئی ہیں۔ احباب منگوا کر بہرہ اندوز ہوں۔ کتاب ۲۰ × ۲۶ کے ۱۸۴ صفحات پر ختم ہوئی ہے۔ لکھائی چھپائی کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور باوجود کاغذ کے سخت گراں ہونے کے بہت عمدہ لگایا گیا ہے

قیمت دس آنے (۱۰ر) صرف

ملنے کا پتہ:-

مینیجر اخبار الفضل قادیان (گورداسپور)

معارف قرآن مجید

(از افاضات حضرت خلیفۃ ثانی)

سورہ اعراف رکوع ۱۶

۲۱ - جولائی ۱۹۱۶ء

بنی اسرائیل کیسے شرک کے مرتکب ہونے لگے تھے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم جب مصر سے چلی - تو راستہ میں بعض ایسی اقوام سے ملی - جو بت پرست تھیں اس نے ان کی دیکھا دیکھی حضرت موسیٰؑ سے درخواست کی کہ ہمارے لئے بھی اسی طرح کا ایک بت بنا دو جسطرح ان کے بت ہیں - بت پرست قومیں جو بت بناتی ہیں - ان کی دو غرضیں قرار دیتی ہیں - ایک تو یہ کہ یہ مجسمے ہوتے ہیں - ان ہستیوں کے جو کہ اللہ کے سوا ہیں - دوسری یہ کہ ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ قائم رہتی ہے - کیونکہ جب تک کوئی ایسی چیز سامنے نہ ہو جسکو دیکھا جائے - اس وقت تک توجہ قائم نہیں رہ سکتی - میرے نزدیک حضرت موسیٰؑ کی قوم نے بھی اس دوسری غرض کے لئے بت بنانے کی درخواست کی تھی - نہ کہ پہلی غرض کے لئے - کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے سوا اور کسی معبود ہستی کے قائل ہی نہ تھے - جسکا ثبوت یہ ہے - کہ اگر وہ قائل ہوتے تو یہ نہ کہتے - کہ یموسیٰ اجعل لنا الٰھاً کما لھم اٰلھۃٌ - کہ اے موسیٰ ہمارے لئے ایک ایسا معبود بنا - جیسے ان کے کئی معبود ہیں - بلکہ یہ کہتے - کہ اے موسیٰ ہمیں بھی اپنے معبودوں کی عبادت کرنے کی اجازت دیجائے جسطرح کہ یہ اپنے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں - دوم اگر وہ خدا کے سوا کسی اور ہستی کو مانتے - تو پیشتر اس کے کہ کسی قوم کو دیکھ کر انہیں بت بنوانے کا خیال آتا - پہلے ہی وہ اس بات کی درخواست کر دیتے - کہ ہمیں بت بنا دو - سوم - اگر انہیں یہ خیال دوسروں کو دیکھ کر ہی پیدا ہوتا - تو یہ کہتے - کہ اے موسیٰ جسطرح یہ لوگ اپنے معبودوں کی پوجا کرتے ہیں - اسی طرح ہم اپنے بتوں کی کیوں پوجا نہ کریں - لیکن انھوں نے یہ نہیں کہا - بلکہ یہ کہا ہے - کہ ہمارے لئے بھی ایک بت بنا دو - جس سے معلوم ہوتا ہے - کہ پہلے ان کا کوئی بت وغیرہ نہ تھا - چہارم - وہ کہتے ہیں یموسیٰ اجعل لنا الٰھاً - اے موسیٰ ہمارے لئے **ایک معبود** بنا دو - اس سے بھی پتہ لگتا ہے - کہ اگر وہ ایک سے زیادہ معبودوں کو مان کر شرک کے مرتکب ہوا کرتے - تو پھر صرف ایک ہی معبود کے بنائے جانے کی درخواست نہ کرتے - بلکہ چار پانچ ہزار وغیرہ تک درخواست کرتے - لیکن وہ کہتے ہیں - کہ ہمیں ایک بت بنا دو - اس سے پتہ لگتا ہے - کہ چونکہ وہ ایک خدا کے قائل تھے - اس لئے ایک ہی بت بنانے کی وہ درخواست کرتے ہیں - پنجم - حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے بعد بھی جو معبود بنایا گیا - وہ بھی ایک ہی بنایا تھا - اور اس کو سامری نے پیش بھی اسطرح کیا تھا - کہ یہی موسیٰ کا خدا ہے - گویا اس نے خدا کا مجسمہ بنا کر ان کو گمراہ کرنا چاہا تھا ٭

پس یہ سب باتیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں - کہ وہ اس قسم کے شرک کے مرتکب نہیں ہونا چاہتے تھے - جو خدا کے سوا کسی اور ہستی کو معبود بنا کر کیا جاتا ہے - بلکہ وہ ایسا شرک کرنا چاہتے تھے - جو خدا تعالیٰ کی طرف توجہ قائم رکھنے کے نام سے اس کا مجسمہ یا نمونہ بنا کر کیا جاتا ہے ٭

ایک پرانا اعتراض

یہ ایک بہت پرانا اعتراض ہے - اور اب بھی بہت لوگ کرتے ہیں ہماری طرف بھی اس بات کے دریافت کرنے کے لئے کئی خط آتے ہیں - کہ ہم عبادت کرتے ہوئے اپنی توجہ کو کسطرح خدا کی طرف قائم رکھ سکیں - ہمارے سامنے خدا تعالیٰ کی محض صفات ہی صفات ہیں - کوئی ہستی نہیں ہے - ہم عبادت کس کے سامنے کریں - اور کس کی طرف توجہ قائم کریں - توجہ کے قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے - کہ کوئی نشان یا کوئی چیز قائم کر دی جائے - جس سے خدا تعالیٰ کی ذات کا تصور قائم رہ سکے - اور جس سے ہم یہ سمجھیں - کہ اس کی وجہ سے ہماری باتیں بہت جلدی خدا تعالیٰ تک پہونچ جائیں گی - کیونکہ محض ہوا کی طرف منہ کر کے عبادت نہیں ہو سکتی ٭

اصل میں یہ بات فلسفیوں کے دماغ کا نتیجہ ہے اور یہی خیال حضرت موسیٰؑ کی قوم کو پیدا ہوا تھا - انھوں نے بھی جب دیکھا - کہ بت پرست لوگ بڑی توجہ سے ٹکٹکی لگائے بت کے سامنے بت بنے بیٹھے رہتے ہیں - اور ذرا حرکت نہیں کرتے - اسی طرح ہمارے لئے بھی اگر خدا کا کوئی مجسمہ ہو تو ہم بھی اس پر اپنی توجہ قائم رکھا کریں - تا ادہر ادھر کے خیالات ہماری توجہ کو پریشان نہ کریں -

آجکل مسلمانوں میں سے بھی بہت لوگ یہی سوال کرتے ہیں کہ جب ہم نماز پڑھتے ہیں - تو ہماری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف قائم نہیں رہتی - کبھی کہیں جاتی ہے - اور کبھی کہیں - جس کی وجہ یہ ہے - کہ ہمارے سامنے کچھ ہوتا نہیں - نہ تو ہمیں خدا نظر آتا ہے - اور نہ ہی اس کی کوئی علامت - اس لئے توجہ قائم نہیں رہ سکتی - مسلمانوں کا یہ وہی خیال ہے جس سے بنی اسرائیل کو ٹھوکر لگی تھی - اور انھوں نے حضرت موسیٰ کو کہا - کہ ہمیں خدا کا مجسمہ بنا دو - تاکہ عبادت کرتے وقت ہماری توجہ اسکی طرف لگی رہے - چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اسی خیال کو مدنظر رکھ کر یہ بات پیش کی تھی - جب انھوں نے بتوں کے پجاریوں کو دیکھا کہ بڑے مگن ہو کر بتوں کے سامنے بیٹھے ہیں - اور خوب توجہ سے عبادت کرتے معلوم ہوتے ہیں - تو ان کو بھی خیال پیدا ہوا - کہ گو ان کی طرح ہم بت پرستی تو نہ کریں - لیکن ان کی مانند توجہ قائم رکھنے کے لئے خدا کا ایک مجسمہ ضرور بنانا چاہیے - تا ہماری توجہ اس کی وجہ سے قائم رہے اور وہ دنیا میں خدا کا ثبوت ٹھہرے ٭

حضرت موسیٰ کا جواب بنی اسرائیل کو

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو ان کے مطالبہ پر پہلا جواب تو یہ دیا ہے ان ھٰؤلاء متبر ما ھم فیہ وبٰطل ما کانوا یعملون - کہ یہ لوگ جن کو دیکھ کر تم نے مجسمہ بنانے کی خواہش کی ہے - جو کچھ کرتے ہیں یعنی جن کے سامنے عبادت کرتے ہیں - وہ ہلاک تباہ اور برباد ہونے والے ہیں - اور خدا تعالےٰ کا قائمقام کسی ایسی چیز کو بنانا جو ہلاک فناء اور تباہ ہونے والی ہو - گویا ان کمزوریوں اور نقصوں کو خدا کی طرف منسوب کرنا ہے اس لئے ایسا نہیں ہو سکتا ٭

دوسرا جواب یہ دیا ہے - کہ اغیر اللہ ابغیکم الٰھاً وھو فضلکم علی العٰلمین - کیا تم اس اللہ کے ہوتے ہوئے

کوئی اور معبود بنانا چاہتے ہو۔ جس نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے۔ تم نے تو اپنی جہالت اور نادانی کیوجہ سے مجسمہ بنانے کی درخواست کردی ہے۔ لیکن میں اس بات کو سمجھتا ہوں۔ کس طرح بنا سکتا ہوں ÷

اس جواب میں یہ بھی بتا دیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا قائم مقام بننے کے قابل اور مستحق اگر کوئی چیز ہو سکتی ہے تو وہ انسان ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انسان کو خدا تعالےٰ نے تمام جہان پر فضیلت دی ہے۔ اور پھر اس زمانہ میں سب انسانوں پر بنی اسرائیل کو فضیلت دے رکھی ہے اس لئے اگر کوئی خدا کا قائمقام ہو سکتا۔ تو ان سے ہم میں سے ہونا چاہیئے تھا۔ جب ہم میں سے کوئی نہیں ہو سکتا۔ تو باقی جسقدر بھی چیزیں ہیں۔ وہ سب ہمارے ماتحت ہمارے غلام اور ہماری خادم ہیں۔ وہ خدا کی جگہ کس طرح سمجھی جا سکتی ہیں ÷

خدا تعالیٰ کی طرف توجہ قائم کرنے کا طریق

انسان اگر اپنے نفس پر ہی غور کرے۔ اور دیکھے کہ خدا تعالیٰ نے اسے دوسری مخلوق پر کیا فضیلت دی ہے۔ تو یہی بات اس کی توجہ قائم کرنے کے لئے کافی ہے اسی بات کی طرف خدا تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو متوجہ کیا ہے۔ اور اسی کی تشریح اگلی آیت میں کی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ واذ نجینکم من اٰل فرعون یسومونکم سوء العذاب یقتلون ابناءکم ویستحیون نساءکم وفی ذالکم بلاءٌ من ربکم عظیم۔ دیکھو تم اس وقت کو یاد کرو۔ جب کہ ہم نے تم کو فرعونیوں سے نجات دی تھی۔ وہ تمہیں بہت بڑا عذاب دیتے تھے۔ تمہارے لڑکوں کو مار ڈالتے تھے۔ اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ لیکن ان کے اس دکھ دینے میں تمہارے لئے خدا کی طرف سے بڑی آزمائش اور انعام تھا ÷

خدا تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو عبادت کرتے وقت توجہ قائم رکھنے کا یہ گُر بتایا۔ اور اسی کے نہ سمجھنے کی وجہ سے انہیں دہوکہ لگا تھا۔ دنیا میں کسی چیز کے متعلق توجہ قائم رکھنے کے دو طریق ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ چیز سامنے نظر آتی ہو۔ دوسرے یہ کہ اس کی صفات مد نظر ہوں۔ ان دونوں کے سوا اور کوئی طریق نہیں ہے۔ وہ لوگ جو یہ خیال رکھتے ہیں۔ کہ اگر اصل چیز نہ ہو۔ تو اس کا مجسمہ ہی توجہ کے قائم رکھنے کا کام دے سکتا ہے۔ بالکل غلط کہتے ہیں مجسمہ سے ہرگز ہرگز توجہ نہیں ہو سکتی۔ بادشاہ تک کی تصویر سامنے رکھی ہونے کے باوجود بھی ایک چور چوری کر سکتا ہے۔ لیکن اگر بادشاہ کا رعب۔ دبدبہ جلال اور قوت اس کی آنکھوں کے سامنے پھر جائے یعنی وہ یہ سمجھے۔ کہ اگر میں نے چوری کی۔ تو کہیں چھپ نہیں سکوں گا۔ کیونکہ بادشاہ ایسا زبردست ہے۔ کہ جہاں بھی جاؤں گا۔ وہیں سے پکڑ منگائیگا۔ اور جہاں مال چھپاؤں گا۔ وہیں سے تلاش کروا لیگا۔ تو کبھی چوری نہیں کر سکیگا۔ لیکن بادشاہ کی تصویر اسے کبھی بھی چوری سے باز نہیں رکھ سکتی۔ ایک تصویر نہ ہزار تصویر ہو۔ تو بھی نہیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ چور تصویر کو بھی چرا کر لے جائے۔ پس سب سے بہتر اور اعلیٰ بلکہ ایک ہی طریق جو خدا تعالےٰ کی طرف توجہ کے پھیرنے کا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ اس کی صفات کو اپنے سامنے لایا جائے بہت انسان دنیا میں ایسے گذرے ہیں۔ جن کو بعد میں آنے والوں نے دیکھا نہیں۔ مگر چونکہ ان کی صفات سنی ہوتی ہیں اس لئے ان کا نام ہی سن کر ان پر محبت یا خوف طاری ہو جاتا ہے۔ مسلمان تو اس بات سے خوب واقف ہیں کہ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے یا لیتے ہیں۔ تو محبت اور جوش سے ان کے رُوں رُوں بھر جاتے ہیں۔ اور آپ کے خلاف کوئی بات سُن کر رنج اور غصہ سے دل بے قابو ہو جاتا ہے۔ لیکن نہ تو آپ کا کوئی مجسمہ ان کے سامنے ہے اور نہ ہی آپ کی تصویر پھر تمام نبیوں کے متعلق یہی حال ہے۔ یہ صرف ان کی صفات کو پیش نظر رکھنے کا اثر ہے نہ کہ ان کے دیکھنے یا ان کے مجسمے سامنے رکھنے کا۔ پس توجہ قائم رکھنے کے لئے یہی طریق ہے۔ تصویر یا مجسمہ بالکل باطل اور فضول ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے ذریعہ ابتداء میں کچھ توجہ قائم ہے۔ لیکن جب اس کا پوجاری دیکھتا ہے۔ کہ اس پر تو جانور بیٹھ کر جاتے اور آرام سے بیٹھے رہتے ہیں۔ لیکن یہ انہیں اپنے اوپر سے ہٹانے تک کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو وہ بھی اس سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے سامنے ہی افعال ناشائستہ کرتے رہتے ہیں۔ اور سمجھ جاتے ہیں۔ کہ یہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اس طرح ان کی نظر سے خدا تعالےٰ کی وقعت بھی جاتی رہتی ہے۔ کیونکہ وہ پتھر کو خدا کا مشابہ اور قائمقام سمجھ کر پوجنے لگتے ہیں۔ جب پتھر سے ان کا یقین اُٹھ جاتا ہے۔ تو ساتھ ہی خدا سے بھی اُٹھ جاتا ہے۔ اور خدا کو بھی اس پتھر کی طرح کا ہی کسی قسم کی طاقت اور قدرت نہ رکھنے والا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن اگر خدا تعالےٰ کی صفات کو دل میں رکھ کر توجہ قائم کی جائے۔ تو ایسا جذب اور کشش ہوتی ہے۔ کہ انسان خدا کی معرفت میں بہت بڑھ جاتا ہے۔ اور جتنا جتنا زیادہ غور کرتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ بڑھتا جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ مجسمہ یا تصویر کے پجاریوں کی طرح جتنا غور کرے اتنا ہی بددل اور بے یقین ہوتا جائے۔ اور آخرکار بالکل انکار کر دے ÷

پس تمام انسانوں کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ قائم رکھنے کے لئے یہی ایک ذریعہ ہے۔ کہ اس کی صفات کو مدنظر رکھا جائے۔ بنی اسرائیل کو بھی حضرت موسیٰ نے یہی فرمایا ہے۔ کہ کسی بت کو خدا کی طرف توجہ قائم کرنے کے لئے خدا کا مجسمہ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے یہ مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ہلاکت کی طرف لے جانے والی بات ہے۔ ہاں اسکا یہ طریق ہے۔ کہ تم اسوقت کو یاد کرو۔ جبکہ خدا نے تمہیں اس عذاب عظیم سے نجات دی تھی۔ جو فرعونی لوگ تمہیں پہنچاتے تھے۔ تمہارے لڑکوں کو بڑی بے رحمی اور ظلم سے ہلاک کر دیتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ وہ قوم کیسی ظالم تھی۔ مگر خدا نے اس کو ہلاک کر کے تمہیں نجات دیدی۔ اور تم نے اپنے کانوں سنا۔ کہ فرعون اور اسکا لشکر جب غرق ہونے لگا۔ تو فرعون نے کہا تھا۔ کہ میں موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لاتا ہوں۔ نہ کہ یہ کہا۔ کہ خدا کا بت بنا کر اس کی پوجا کیا کروں گا جیسا کہ آج بھی موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لانے کو کہا۔ تو تم کوئی مجسمہ کیوں بنواتے ہو۔ پھر تم خدا کی نعمتوں کو یاد کرو۔ اسکی طاقت قدرت اور فضل کو یاد کرتے رہو۔ یہی باتیں تمہاری توجہ کو خدا کی طرف قائم رکھ سکتی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کی صفات کو مدنظر رکھنا ہی توجہ کے قرار کا ذریعہ ہے اور یہی بنی اسرائیل کے بت کے مطالبہ پر حضرت موسیٰ نے بتایا ہے ÷

پیغامی واعظین کے عجائبات

ان کا کام کیا ہے

پیغامی صاحبان نے کچھ واعظ مقرر کئے ہوئے ہیں جن کی بڑی ڈیوٹی یہ ہوتی ہے۔ کہ کوئی احمدی ہونے والا ہو۔ تو اس خوف سے کہ مبائعین میں نہ داخل ہوجائے اُسے ایسی باتیں سنائیں۔ کہ وہ احمدیت سے ہی باز رہے اور جو احمدی ہو چکے ہیں۔ ان کے دلوں میں حضرت مسیح موعود کے متعلق شکوک ڈالیں۔ کوئی احمدی واعظ مل جائے۔ تو ان کی مخالفت میں غیر احمدیوں کے طرفدار بن کر اعتراض کریں۔ اور احمدیوں نے کوئی جلسہ آریوں۔ عیسائیوں اور غیر احمدیوں میں تبلیغ کے واسطے کیا ہو۔ تو غیر احمدیوں کو امداد دیں۔ اور احمدیوں کی مخالفت کریں۔ اور جلسہ میں رخنہ اندازی کے واسطے کوشاں ہوں۔ لوگوں کو قادیان سے ڈرائیں۔ جیسا کہ کسی زمانہ میں مولوی محمد حسین وغیرہ ڈرایا کرتے تھے۔ اور جھوٹی رپورٹیں مولوی محمد علی صاحب کو بھیجکر ان کی انجمن سے روپیہ وصول کرنے کی کوشش کریں۔ کئی جگہ اس کے عجائبات اور نمونے دیکھے گئے ہیں تازہ بات جو سننے میں آئی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایبٹ آباد میں ایک شخص نے سنایا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے پاس رپورٹ آئی ہے۔ کہ ان کے واعظ مرہم عیسٰی نے قادیان جاکر آٹھ مبائعین غیر مبائعین بنا دئے۔ ایسی افتراپردازیوں سے اگر منکران خلافت اور ان کے امراء خوش ہو سکتے ہیں۔ اور اپنے واعظین کو روپیہ دے سکتے ہیں۔ تو ہمارا حرج نہیں۔ ان کا اور ان کے دوستوں کا روپیہ ہے۔ جس راہ میں چاہیں لگائیں۔ لیکن انہیں غور کرنا چاہئیے۔ کہ یہ جھوٹ کب تک لوگوں کو دہوکے میں ڈال سکیں گے آخر حق کھلے گا۔

آپس میں اختلاف

پھر عجیب بات یہ ہے۔ کہ پیغامی واعظین خود آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ متفق نہیں۔ میر مدثر شاہ صاحب نے جو ضلع ہزارہ میں پیغامی واعظ ہیں۔ خود ہی بیان کیا۔ کہ مرہم عیسٰی ایسے عقاید بیان کرتا ہے۔ کہ انسان احمدیت سے ہی بیزار ہو جاتا ہے۔ میں ایک سفر میں اس کے ساتھ تبلیغ کے واسطے بھیجا گیا تھا۔ میں نے اس کو صاف کہدیا۔ کہ میں تمہارے خیالات کے ساتھ متفق نہیں۔ اور میں نے خواجہ کمال الدین صاحب کے ساتھ آکر ذکر کیا۔ تو انھوں نے بھی فرمایا۔ کہ مرہم عیسٰی کی یہ باتیں اس کے دماغ کا اختراع ہیں۔ یہ حضرت مرزا صاحب کا مذہب نہیں۔ اس کے بعد میں نے صاف کہدیا۔ کہ مرہم عیسےٰ کے ساتھ مجھے تبلیغ کے واسطے آئندہ نہ بھیجا جاوے۔ یہ تو ان دو واعظین کا حال ہے۔ ایسا ہی سنا گیا ہے۔ کہ اور واعظین بھی آپس میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اور یہ واعظ بعض دفعہ یہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ کہ محمد علی اپنے عقائد کا آپ ذمہ وار ہے۔ ہم اس کی بات نہیں مانتے

غیر احمدیوں کا سہارا

ستھار کی میں میر مدثر شاہ صاحب اور میاں محمد سعید صاحب سعدی کے درمیان نبوت مسیح موعود پر گفتگو ہوئی۔ پہلے تو میر صاحب گفتگو پسند ہی نہ کرتے تھے۔ کہنے لگے۔ کہ میرا باپ غیر احمدی ہے۔ اور اس وقت ساتھ ہے۔ وہ تماشہ دیکھنا چاہتا ہے۔ بعد میں خود ہی اپنے باپ اور بعض دیگر غیر احمدیوں کو لے بیٹھے۔ کہ یہ لوگ ہمارے آپس کے اختلاف کے متعلق کچھ سننا چاہتے ہیں۔ جب گفتگو شروع ہوئی۔ اور سعدی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے حضرت کی اپنی تحریریں پڑھ کر سنائیں۔ تو اس کے جواب میں میر صاحب نے بجائے حضرت کی تحریریں پیش کرنے کے غیر احمدیوں کی طرف سے اعتراض شروع کر دئے۔ اور جو غیر احمدی موجود تھے۔ ان کو ساتھ ملا ملا کر کہنا شروع کیا۔ کہ غیر احمدی لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اور غیر احمدی لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ حیرانی ہوتی تھی۔ کہ میر مدثر شاہ صاحب تو احمدی بنے جاتے تھے۔ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ اور کن لوگوں کے خیالات کا سہارا پکڑ رہے ہیں۔ گویا حضرت مسیح موعود کی کتابیں ان کے واسطے کوئی حجت اور دلیل نہیں۔

خطاب برائے نام ہی یا فی الحقیقت

جب حضرت مسیح موعود کی تحریر پیش کی گئی۔ کہ خدا نے مجھے نبی کا خطاب دیا۔ تو میر صاحب فرمانے لگے۔ کہ یہ خطاب ایسا ہے۔ جیسا کہ گورنمنٹ کسی کو نواب ہونے کا دیتی ہے۔ مگر وہ نواب صرف نام کا ہوتا ہے۔ نہ اس کے پاس حکومت ہوتی ہے۔ نہ ملک اور نہ اختیار۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود کی کتاب ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۴ میں یہ دکھایا گیا۔ کہ "اگرچہ انسان کے لئے بادشاہوں اور سلاطین وقت سے بھی خطاب ملتے ہیں۔ مگر وہ صرف ایک تفنّنی خطاب ہوتے ہیں۔ جو بادشاہوں کی مہربانی اور کرم اور شفقت کی وجہ سے یا اور اسباب سے کسی کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور بادشاہ اس کے ذمہ وار نہیں ہوتے۔ کہ جو خطاب انہوں نے دیا ہے۔ اس کے مفہوم کے موافق وہ شخص اپنے تئیں ہمیشہ رکھے جس کو ایسا خطاب دیا گیا ہے۔ مثلاً کسی بادشاہ نے کسی کو شیر بہادر کا خطاب دیا۔ تو وہ بادشاہ اس بات کا متکفل نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسا شخص ہمیشہ اپنی بہادری دکھاتا رہیگا۔ بلکہ ممکن ہے۔ کہ ایسا شخص ضعف قلب کی وجہ سے ایک چوہے کی تیز رفتاری سے بھی کانپ اٹھتا ہو۔ چہ جائیکہ وہ کسی میدان میں شیر کی طرح بہادری دکھلا دے۔ لیکن وہ شخص جس کو خدا تعالےٰ سے شیر بہادر کا خطاب ملے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ درحقیقت بہادر ہی ہو۔ کیونکہ خدا انسان نہیں ہے کہ جھوٹ بولے۔ یا دہوکا کھا دے"۔ ان الفاظ کو سنکر میر صاحب نے اس کے متعلق مطلقاً کچھ جواب نہ دیا۔ دوسری باتیں کیں۔ مگر اس بات کو بالکل چھوڑ گئے۔ کاش۔ کہ دل میں ہی وہ اس بات کے قائل ہو گئے ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود کو خدا سے جو خطاب نبی کا دیا گیا ہے۔ وہ برائے نام اور بے اختیار اور بے حقیقت نہیں۔ بلکہ خدا کا دیا ہوا خطاب سچا ہوتا ہے۔

مسیح موعود کی تحریر کا انکار

جب یہ بات پیش ہوئی۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود ہونے کا الہام

تھا - مگر وہ فرماتے ہیں - کہ ۱۲ سال تک میں اس سے غافل رہا - ایسا ہی اپنے متعلق نبوت کی تعریف کو اگر حضرت صاحب پہلے کچھ اور سمجھتے رہے ہوں - اور بعد میں اللہ تعالےٰ کی وحی نے انپر مزید عرفان عطا کیا ہو تو یہ کوئی حرج کی بات نہیں - جب اس کے متعلق حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریر سنائی گئی - تو میر صاحب نے جواب دیا - کہ اچھا میں حضرت کی اس تحریر کو نہیں مانتا - اور اپنی لاجوابی اور حضرت مسیح موعود کی اس توہین پر یوں پردہ ڈالنا چاہا - کہ تم بھی حضرت کی بہت تحریروں کو نہیں ملنتے - چلو ایک کو میں بھی نہیں مانتا ٭

یہی حال ان سب منکران خلافت کا ہے - کہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو قبول نہیں کرتے - بلکہ ان کو رد کرتے ہیں - اور اس امر پر بھی طیار ہو جاتے ہیں - کہ یہ ماننے کے قابل نہیں ہیں - اور غیر احمدیوں کو بھی یہی سمجھاتے اور سناتے ہیں - لاہور میں منشی محبوب عالم کے ساتھ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی گفتگو ہوئی تو ڈاکٹر صاحب نے بھی فرمایا - کہ اگر ہم مرزا صاحب کی ایک بات نہ مانیں گے - تو کیا حرج ہے - جیسا کہ میں ڈاکٹر ہوں اگر میرا ایک نسخہ غلط قرار دیا جائے - تو حرج نہیں - گویا ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مسیح موعود اس سے بڑھ کر کچھ نہیں - کہ وہ ایک ڈاکٹر یا طبیب ہے - جس کے مشورے اور حکم کے کاغذوں کو بے شک پھاڑو - اور ردی میں پھینکدو - کوئی خوف کا مقام نہیں ٭

مسیح موعود کی خصوصیت

میر مدثر شاہ صاحب نے بار بار اس امر پر زور دیا - کہ مرزا صاحب ویسے ہی نبی ہیں - جیسے کہ اور علماء بلکہ فرمایا - کہ سب مومن ظلی نبی ہیں - مرزا صاحب کی خصوصیت نہیں - جب اس کے جواب میں حقیقۃ الوحی میں سے دکھایا گیا - کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں - اس امت میں صرف میں ہی نبی ہوا - اور کوئی نہ ہوا - تو اس کے جواب میں کہدیا - کہ اس سے مراد صرف یہ ہے - کہ پیشگوئی صرف مسیح موعود کے واسطے ہے اور کسی کے واسطے نہیں - حالانکہ مسیح موعود نے اپنی تحریر میں کسی پیشگوئی کا ذکر نہیں کیا - بلکہ صاف فرمایا ہے - کہ اس امت مرحومہ کے درمیان بہت سے اولیاء اللہ ہوئے لیکن میرے سوا اور کوئی نبی نہیں ہوا - اس کا کچھ جواب میر صاحب نہ دے سکے - البتہ بعض دیگر منکران خلافت کی طرح یہ بھی نہ فرمایا - کہ اس ایک تحریر کی کچھ پرواہ نہیں -

یہ حال ہے منکران خلافت کے واعظین کا - حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی مخالفت اور بے جا بغض ان کے ایمانوں کو سلب کر رہا ہے - دن بدن یقین اور ایمان ان کے اندر سے نکل رہا ہے - اور اپنی عداوت میں غیر احمدیوں سے بھی آگے نکلے جا رہے ہیں ٭

آنحضرت صلعم پر حملہ -

بلکہ اس بغض میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی حملہ کرنے سے نہیں رکتے - چنانچہ میر مدثر شاہ صاحب نے ایک حوالہ پیش کیا - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی کتابوں میں خدا بھی کہا گیا ہے ایسا ہی مرزا صاحب کو بھی نبی کہا گیا ہے - نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہیں - اور نہ مرزا صاحب نبی اور یہ بات بھول گئے - کہ رسول اللہ کو خدا کہا گیا - اور نبی بھی کہا گیا - پھر اگر وہ خدا حقیقی نہیں - تو معلوم ہوا کہ وہ نبی بھی حقیقی نہیں - کیا وجہ ہے - کہ ایک شخص کے حق میں نبی کا لفظ آوے - تو وہ جائز - اور وہی لفظ دوسرے کے حق میں آوے - تو الوہیت کی طرح ناجائز ہو جائے - گویا میر مدثر شاہ صاحب کے اصول کے ماتحت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حقیقی نبی نہ تھے بلکہ صرف استعارہ کے طور پر ان کو نبی مانا جائے گا -

معلوم نہیں - ان لوگوں کی عقلیں کہاں گئیں - کہ ان کے نزدیک خدا ہونا اور نبی ہونا ایک ہے - جیسا کہ کوئی خدا نہیں بن سکتا - کوئی نبی نہیں بن سکتا - حالانکہ ہزاروں نبی دنیا میں ہوئے - نبی ہونا کوئی نئی بات نہیں - نبوت کو الوہیت کی طرح ناممکن قرار دینا ایک شرک اور خدا تعالےٰ کی ذات پاک کی ہتک اور توہین ہے ٭

کیا تم خیر امم ہو سکتے ہو؟

(نوشتہ ماسٹر عبدالرحیم صاحب)

نام کے مسلمانو! مسیح موعود کے دشمنو! خدا کے چمکتے ہوئے نشانات کے منکرو! خدا کی پاک جماعت سے بغض و عداوت رکھنے میں یہودیوں سے بھی ایک قدم آگے بڑھنے والو! ہم تم سے تمہارے علماء سے - تمہارے سجادہ نشین اور صوفیاء سے پوچھتے ہیں - کہ کیا تمہارا وہ دستور العمل - تمہارا وہ سلوک - تمہاری وہ تمام ناشائستہ حرکات جنکا ارتکاب تمہارے عوام و خواص مسیح موعود کی جماعت کے ساتھ کرتے چلے آئے اور کر رہے ہیں - یہ ثابت نہیں کرتا؟ کہ تم اس مغضوب علیہم جماعت کے مثیل ہو - جس نے سلسلہ موسوی کے انبیاء اور ان کی جماعت کا مقابلہ کر کے اور ان کو ایذا دیکر غضب الٰہی کی آگ کو بھڑکایا تھا؟ پھر کیا تمہاری دشمنی تمہاری عداوت تمہاری کمینہ حرکات - تمہیں اس جماعت کا ہمرنگ نہیں بناتیں - جس نے خدا کے ہاتھ سے بنائے ہوئے محمد رسول اللہ صلعم اور اس کی پاک جماعت کے خلاف منصوبے سوچنا - اور ایمان لانے والوں کو ہر طرح تکلیف پہنچانا ہی اپنا شعار بنا رکھا تھا؟

دیکھو! ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں - کہ تم نے حضرت خیر الرسل سرور کونین سید الاتقیا - سرتاج انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو کہ میری امت ایک وقت یہود کی مثیل ہو جائے گی - پورا کر کے دکھا دیا ہے ٭

سنو! کوئی دن ایسا نہیں جاتا - کہ ہم تمہارے مظالم کی داستان نہیں سن لیتے - اور تمہاری بگڑی ہوئی حالت پر افسوس نہیں کرتے - جو ہاتھ اسوقت صفحہ قرطاس پر اشہب قلم کو جنبش دے رہا ہے اس کی رہنمائی کرنے والی آنکھیں دنیا کے مختلف کناروں سے آئے ہوئے کاغذات کا مشاہدہ کر رہی ہیں - اور دیکھتی ہیں - کہ لنکا میں تمہارے بھائی راون کے لشکر کا سر پ

بھر رہے ہیں۔ اور مقدس راما اوتار کی جماعت کو تکلیف دینے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اور بالفاظ مجتی اخویم مسٹر بی۔ ڈبلیو لائی سکرٹری انجمن احمدیہ کولمبو "مخالفین سلسلہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانے کی نامبارک سعی میں مشغول ہیں۔ سلسلہ سے ہمدردی رکھنے والے مورش نوجوان ان کی طعن و تشنیع کا ہدف ہیں۔ تمام لوگوں میں ایک جوش ہے" ؛

ماریشس میں ہمارے مخالفین حضرت خلیفہ ثانی کے رؤیا کی تصدیق کرتے ہوئے ناگوں کی طرح پھن اٹھائے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے۔ کہ محمد رسول اللہ کا کرشن کسی کالی ناگ کی پھنکار سے شیام نہیں ہو سکتا۔ سلسلہ کے خلاف خفیہ ریشہ دوانیاں کر رہے ہیں۔ چنانچہ مسٹر نور رویا لکھتے ہیں۔

" مجھے تین مرتبہ افسران پولیس سے بعض شکایات کا جواب دینے کے لئے ملنا پڑا ہے۔ ہمارے مخالفین غلط اور جھوٹی شکایات کر کے گورنمنٹ کو بدظن کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے افسران پولیس سے کہدیا ہے۔ کہ ہم تو گورنمنٹ کے سایہ میں امن سے اپنے سلسلہ کی اشاعت کر رہے ہیں۔ اور مذہبی آزادی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں مگر ہم نہیں سمجھتے۔ کہ ہماری پُر امن کوششیں ہمارے مخالفین کو کیوں شاق گذرتی ہیں۔ اور وہ کیوں بے جا جوش دکھلاتے ہیں" ؛

مالابار سے مسٹر احمد تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

" ہمارے خلاف پھر خفیہ خفیہ کارروائیاں ہو رہی ہیں بعض احمدیوں کو مالابار کے دستور کے موافق اپنے سسرال میں رہتے تھے۔ گھروں سے نکالدیا گیا ہے۔ اور ان کو اس کے بیوی بچوں سے علیحدہ کر دیا گیا ہے اور اخویم عبدالقادر کٹی کے آنے پر خطرہ ہے۔ کہ مخالفت پھر ایک دفعہ چمکے گی" ؛

آسٹریلیا سے حسن موسیٰ خان صاحب لکھتے ہیں کہ وہ عاجزہ رحیمہ بی بی کو ہر طرح سے تکلیف دی جا رہی ہے۔ وہ محض احمدی ہونے کے سبب قیدیوں کی سی زندگی بسر کر رہی ہے۔ اسے غیر احمدی سے رشتہ کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اور مجھے تکلیف دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا" ؛

اسی طرح ہر جگہ سے کیا وہ ہندوستان کے اندر ہو یا باہر۔ ہم کو برابر خبریں آرہی ہیں۔ کہ دشمنان سلسلہ نے کسی جگہ ایک غریب احمدی کو محض احمدی ہونے کی وجہ سے اسقدر مارا۔ کہ وہ بیچارا نیم جان ہو گیا کسی جگہ احمدیوں کو محض احمدی ہونے کی وجہ سے گاؤں چھوڑنے پر مجبور کیا۔ کسی جگہ احمدیوں سے تعلق رکھنے والے پر ۵۰ روپیہ جرمانہ کیا۔ اور اسکا منہ کالا کر کے گدھے پر چڑھایا۔ کسی جگہ غیر احمدی افسروں سے ملکر جھوٹے مقدمہ بنائے۔ اور غریب احمدیوں کو حوالات میں کرا دیا۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ یہ بھی کہ مسلمانوں نے اس امر کو جائز قرار دیدیا ہے۔ کہ احمدیوں کا مال لوٹ لیا جائے۔ اور اُن کے خون کو جائز سمجھا جائے۔ اور جہاں احمدی اور برائے نام مسلمان کا مقابلہ ہو۔ وہاں ہر ایک گناہ جائز ہے ؛

شاید کوئی کہدے۔ کہ تمہارا اشارہ سرحدی جہلاء کی طرف ہے۔ سمجھدار لوگ ایسا نہیں کرتے۔ اسکے جواب میں مَیں کہوں گا۔ کہ نہیں صاحب تعلیم یافتہ بنگال اور ہاں بنگال کا بھی وہ حصہ جہاں کے مولوی بنگال میں خاص نام رکھتے اور بہار میں چاٹگامی مولوی کے نام سے مشہور ہوتے ہیں۔ ایک ایسی مثال پیش کر رہا ہے۔ کہ جس کے مطالعہ سے ان کے تمام ہم مشرب لوگوں کو جنہیں حیا و غیرت کا مادہ ہو۔ شرم سے کام لینا چاہیئے ؛

ابھی دیر نہیں ہوئی۔ کہ ہمارے علماء جب چاٹگام میں تبلیغ کے لئے گئے۔ تو ان کے مکان کو ہمارے مخالفین کے گماشتوں نے رات کے وقت آگ لگا دی۔ اور محض خدا کے وعدہ نے۔ کہ

" تو ہمیں آگ سے نہ ڈرا۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے" ؛

اُن کی دستگیری کی۔ اور احمدی علماء کو محفوظ رکھا۔ لیکن وہ جو دین کے لئے ہر جرم کو جائز سمجھتے اور خیر امم کہلانے کے مدعی ہیں۔ وہ بھلا کیونکر خاموش رہتے۔ ان کے خفیہ منصوبے اور سازشیں جاری رہیں۔ اور ان شیطانی چالوں کا جو نتیجہ ہُوا۔ وہ مجتی اخویم مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کے خط سے جو ذیل میں دیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے ؛

مولوی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں لکھتے ہیں۔ کہ

" حضور! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

حضور کو علم ہے۔ کہ ہمارے مخالفین اخبار محمدی میں میرے برخلاف لکھ رہے ہیں۔ مگر ان کی کوششیں محض کاغذوں تک ہی محدود نہیں رہیں۔ بلکہ تعطیلات موسمی کے دوران میں دو دفعہ میرے مدرسہ میں چوری ہوئی۔ اور کچھ میری چیزیں اور کچھ مدرسہ کی چیزیں چوری گئیں۔ لیکن یہ جو کچھ ہُوا۔ اس کے مقابل جو اب ہُوا ہے۔ ہیچ ہے۔ ماہ حال کی ۳۔ تاریخ کو میں نے مکان بدلا اور اپنے گھر والوں کو پروفیسر عبداللطیف صاحب کے ایک گھر میں جو ان کے اپنے رہائشی مکان کے متصل ہے۔ لے آیا۔ ۴۔ ستمبر کی شب کو زیورات اور نقدی قیمتی ۷۰۰ روپیہ میرے نئے مکان سے چوری ہوگئی۔ بہت سے کپڑے اور کاغذات جلا دئے گئے۔ میری بیوی۔ میری بھاوج اور خود میرے پاس سوائے ان کپڑوں کے جو میں اب پہنے ہوئے ہوں۔ کچھ نہیں رہا۔ لیکن ابھی اسی پر بس معلوم نہیں ہوتی۔ اور بھی دھمکانے والی افواہیں میرے کان میں آرہی ہیں۔ مولوی عبداللطیف صاحب بھی خوفزدہ ہو رہے ہیں۔ حضور ہمارے لئے دعا کریں" ؛

دشمنانِ احمد! غور سے پڑھو۔ یہ ہے تازہ واقعہ جو دوسرے واقعات کے ساتھ علمائے اسلام اور مدعیان دینِ محمدؐ کی حالت زار کا نقشہ ہمارے سامنے کھینچ رہا ہے ؛

اے وے تمام لوگو! جو عداوت و بغض سے اندھے نہیں ہوئے۔ اور جنکے قلب میں عدل و انصاف کے اوصاف کو ابھی جگہ ہے ہم تمکو خدا کا واسطہ دیتے اور پوچھتے ہیں۔ کہ کیا مسلمانوں کے یہودی سرشت ہونے میں اب بھی کوئی شک باقی ہے؟ اور اے عدوان احمدیت اور معاندین سلسلہ آسمانی تم اپنی موت کو یاد کر کے امم سابقہ کی بگڑی ہوئی حالت کو سامنے رکھ کر انصاف سے [illegible]

ہمارے رشتہ ناطہ کے تعلقات کی مشکلات

ایک نہایت ضروری قومی سوال

"ہمارے پاس مندرجہ بالا عنوان سے مکرم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کی طرف سے ایک مراسلت موصول ہوئی ہے۔ جسے ہم بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ البتہ ساتھ ہی یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ شیخ صاحب موصوف نے جن الفاظ میں اپنے مضمون کی تمہید باندھی ہے۔ اُن کی بجائے اگر کسی اور طریق سے مضمون شروع کرتے۔ تو زیادہ مناسب ہوتا۔ سلسلہ کے موجودہ اخبارات و رسالہ جات "قوم کے معلومات اور اصلاحی کام میں کیا اضافہ کر رہے ہیں"۔ اس بات کا فیصلہ قوم کر سکتی ہے خدا کے فضل سے "الفضل" کو دینی خدمت کرنے اور قوم کے مذہبی معلومات میں اضافہ کرنے کی جو خصوصیت حاصل ہے۔ وہ صرف اسی سے مخصوص ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے خطبات جمعہ اور مختلف تقاریر کا بالالتزام شائع کرنا اور سب باتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی ایک ایسی خدمت ہے۔ جس کی نسبت الحمد للہ قوم الفضل کی قدر پہچانتی ہے۔ چونکہ کسی اخبار کے مفید یا غیر مفید ہونے کا فیصلہ کرنا قوم کا کام ہے۔ اس لئے ہم قوم کے کام کو مکرم شیخ صاحب کی طرح اپنے ہاتھ میں نہ لیتے ہوئے اس بات کو یہیں چھوڑتے ہیں ٭

جناب شیخ صاحب نے جس مسئلہ کے متعلق قلم اٹھائی ہے۔ اسپر جہاں دوسرے اہل قلم اور اہل الرائے لوگوں کو اظہار رائے کا موقعہ دیا ہے۔ وہاں ہمیں بھی دعوت دی ہے۔ لیکن ہم اپنی رائے اس وقت تک محفوظ رکھیں گے۔ جب تک کہ دوسرے احباب اپنے خیالات سے ہمیں آگاہ نہ کر دیں گے۔ ہم اس مسئلہ کے متعلق ہر ایک وہ مضمون جو متانت اور تہذیب سے محض قوم کے فائدہ اور نفع کو مدنظر رکھ کر لکھا گیا ہوگا۔ درج کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔ قومی معاملات سے گہری دلچسپی رکھنے والے اصحاب ضرور اس طرف متوجہ ہوں" ٭ (ایڈیٹر)

میں عرصہ سے سلسلہ کے اخبارات کو تعجب سے پڑھ رہا ہوں۔ کہ وہ قوم کے معلومات اور اصلاحی کام میں کیا اضافہ کر رہے ہیں؟ سلسلہ کی کیا ضروریات ہیں اور سلسلہ کا قافلہ سالار کیا چاہتا ہے۔ اس کے لئے کس حد تک ہم قوم کو آمادہ کر رہے ہیں؟ آخر ایک عرصہ تک نامعلوم اسباب کی وجہ سے اپنے معزز ہمقلموں کو متوجہ نہ پا کر میں الفضل کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کرنے پر مجبور ہوں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے میں ناطہ رشتہ کے تعلقات پر بحث کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔

قومی ترقی اور نسل انسانی کے بڑھنے کے اسباب میں سب سے پہلا ذریعہ بیاہ یا شادی ہے۔ ہماری ہمعصر اور ہمسایہ قوموں میں آئے دن اس سوال پر بحث چھڑی رہتی ہے۔ کہ ہماری آبادی کیوں کم ہو رہی ہے ٭ ایک وقت تھا۔ کہ کمی آبادی کے باعث فرانس کی حکومت کو شادی نہ کرنے والے لوگوں پر ٹیکس لگانا پڑا۔ یہ تو مادی اسباب پر مرمٹنے والی قوموں کا حال ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت امت پر فخر کرنے کا اظہار فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میں نے بلا واسطہ سنا اور بہتوں نے سنا۔ کہ آپ فرمایا کرتے۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ میرے دوست ایک سے زیادہ زیادہ شادیاں کریں۔ تاکہ سلسلہ کی ترقی ہو۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی اسی کے موید اور حامی تھے۔ اور قافلہ سالار قوم حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے خطبات نکاح اس امر پر پوری روشنی ڈالتے ہیں۔

میری غرض اس مقام پر کثرت ازدواج کے سوال پر بحث کرنا نہیں۔ بلکہ سردست میں عام نظر سے نکاح کی اہمیت کو پیش کرتا ہوں۔ جبکہ قومی ترقی میں مسئلہ نکاح کو بہت بڑا تعلق اور دخل ہے۔ اور نکاح ایک پاک اور مسنون طریق ہے۔ اور اتحاد و یگانگت کے لئے ایک زبردست ذریعہ ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہم اس ضروری سوال کے ان پہلوؤں پر غور نہیں کرتے۔ جو ہماری قومی ترقی اور قومی اتحاد کے لئے ضروری ہیں ٭

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اسی سلسلہ کا بانی اور باپ تھا۔ اس ضرورت کو محسوس کیا۔ اور آپ نے ایک اعلان کے ذریعہ قوم کو ایک خاص قانون کا پابند قرار دیا۔ کہ وہ کسی حالت میں غیر احمدی کو اپنی لڑکیاں نہ دیں۔ ہاں غیر احمدیوں سے لڑکیاں لینے کی اجازت دی۔ اس ارشاد و اعلان کے اور اغراض و مقاصد کو چھوڑ کر سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ چونکہ جماعت کے دائرہ میں مختلف طبقوں کے لوگ اپنے احباب و اعزا سے تعلقات توڑ کر خدا کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے اس جدید برادری میں جب ان کے باہمی تعلقات قائم ہو جائیں گے۔ تو وہ اسباب عادیہ کے ماتحت بھی ایک دوسرے کی ہمدردی اور غمگساری کا جذبہ پیدا کریں گے اور اسطرح پر وہ اس اتحاد اور یگانگت کے فیوض سے حصہ لیں گے۔ جو ہمیشہ وحدۃ پر نازل ہوا کرتے ہیں۔ یہ ایک خصوصیت آپ نے قرار دی تھی۔ جس کی تائید آپ کے جانشین کرتے چلے آئے ٭

گو یہ مسئلہ غیر احمدیوں کو لڑکیاں دینے یا نہ دینے کا تو بجائے خود رہا نفس شادی کا مسئلہ اور رشتہ ناطوں کا سوال ہی ایک مستقل بحث ہو گئی۔ آئے دن ان تعلقات میں مشکلات بڑھتی جاتی ہیں۔ اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے۔ کہ ہر جگہ کی جماعت اور قریباً ہر احمدی ان مشکلات سے واقف اور آگاہ ہے۔ غیر ضروری معاملات پر ہماری مقامی انجمنوں میں سرگرم مباحثے ہوتے ہیں لیکن ان ضروری امور پر جو قومیت اور وحدۃ کے اجزائے اعظم ہیں۔ غور نہیں کی جاتی۔ اور ہمارے اخبارات جو قوم میں اسی قسم کا مذاق پیدا کرنے کے لئے مکلف ہیں خاموش ہیں ٭

اکثر کنوارے۔ رنڈوے اور شرعی ضرورتوں کی بناء پر دوسری شادی کرنے والے موجود ہیں۔ ان کی تلاش اور تگ و دو کا دائرہ بھی مختصر نہیں۔ مگر اپنے مقصد

میں کامیاب نہیں ہوتے - بہت سے باپ اپنی لڑکیوں کے لئے شوہر تلاش کرتے ہیں - مگر انہیں اپنی پسند کے آدمی نہیں ملتے یہ کیا بات ہے ؟

کیا ہم نے کبھی ان اسباب پر غور کی - جو ان مشکلات کا موجب ہوئے ہیں ؟ جہاں تک میرا خیال ہے - بالکل نہیں وقتی ضرورت کے پیش آجانے پر ہر شخص اس سوال کی مختلف صورتوں پر غور کرتا ہے - لیکن من حیث القوم یہ سوال حل نہیں کیا گیا - میں ان لوگوں کے اعتراضات یا ان کے جوابات کو ایک طرف رکھ کر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کم از کم یہ سوال اٹھتا ہے - کہ زید یا بکر نے اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو دیدی ؟ کیوں

حضرت خلیفہ ثانی کے خطبات نکاح اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر ہمیشہ روشنی ڈالتے ہیں - مگر افسوس تو یہ ہے - کہ انسان "تذکیر کا محتاج ہے - جبکہ ہمارا کام قوم میں ایک عملی روح پیدا کرنا ہے - تو بالکل جائز اور درست ہے - کہ ان خطبات کو بار بار درج کیا جاوے - تاکہ عوام تک وہ باتیں ذہن نشین ہوں ‌*

غربا اور عام لوگوں کو یہی دقت نہیں - کہ ان کے لڑکوں کے لئے لڑکیاں نہیں ملتی ہیں - بلکہ لڑکیوں کے لئے لڑکوں کی بھی دقت ہے - جیسا کہ حضرت خلیفہ ثانی نے ایک خطبہ نکاح میں فرمایا تھا - کہ "یہ تو عمدہ بات ہے کہ ہماری لڑکیوں کا معیار عزت بلند ہو - مگر یہ بھی تو مناسب نہیں - کہ ہم خود اپنی ایک ایسی قیمت تجویز کریں - جو ملنی مشکل ہو" - ایک لڑکی ہے - وہ معمولی سیدھی سادی زمیندار یا کسی پیشہ ور کی بیٹی ہے - پڑھی لکھی بھی نہیں - اگرچہ یہ حرام تو نہیں - کہ اس کے لئے ایک ایم - اے پاس اعلیٰ عہدہ دار شوہر تجویز کیا جاوے - لیکن یہ قرار دے لینا کہ اس کے بغیر شادی ہی نہیں کریں گے - یہ تو ایک ایسی مصیبت اپنے گلے ڈال لینا ہے - جو دور نہیں ہو سکتی

فٹ نوٹ علے - میں سفر میں ہوں - میرے پاس کسی اخبار کا فائل موجود نہیں - جو اصل الفاظ درج کر سکوں - مگر یہ اس خطبہ کا مفہوم ہے - جو برادر مکرم قاضی عبد الحق صاحب کے نکاح پر آپ نے پڑھا تھا ‌* (نزاب)

جو ایم - اے پاس عہدہ دار ہے - وہ بھی تو خواہش کریگا کہ تعلیم یافتہ اور آسودہ حال باپ کی بیٹی ہو ‌*

ہماری جماعت کا معیار تو وہی ہونا چاہیئے - جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا - لیکن اگر ابھی تک وہ بات ہم میں پیدا نہیں ہوئی - تو اس طریق پر قدم مارنے کے لئے تو ہم کو طیار ہو جانا چاہیئے ‌*

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قوم کی اس مشکل کا ایک نہایت آسان حل تجویز کیا تھا جس سے آپ کی کمال رافت اور کریمی کا پتہ لگتا ہے - اور وہ یہ تھا - کہ آپ نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا - اور قوم کے بچوں کی آئندہ زندگی کے نظام میں اپنی دعاؤں فراست اور تدبر کو لگانا چاہا - مگر واویلا ! اس شخص پر جس نے اس مبارک کام میں اپنی ذاتی اغراض کی بناء پر رخنہ اندازی کی - اور اپنی مس مسی صورت سے حضرت کو اس کی تکمیل سے روک دیا - وہ تو بے شک ہلاک ہوا - مگر پھر یہ تجویز معرض التواء میں پڑ گئی - قوم اس بات سے ناواقف نہیں - کہ وہ انتظام کیا تھا کیا جو انتظام حضرت مسیح موعود ہمارے بچوں کے رشتوں اور ناطوں کا فرماتے - تم قیاس کر سکتے ہو - کہ وہ تمہاری تدابیر اور انتخاب سے نعوذ باللہ گرا ہوا ہوتا - ایسا خیال بھی میرے نزدیک تو کفر کا رنگ رکھتا ہے - وہ وجود جو ہمہ شفقت اور رحمۃ ہو جس کو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے منتخب کیا ہو - جو اپنی ذمہ داری پر ایک کام کرتا ہے - وہ کیسا بابرکت اور نتیجہ خیز ہوتا ‌*

میری دانست میں اس مشکل سوال کا حل جب کبھی بھی ہوگا - اسی ایک صورت سے ہوگا - کہ قوم کے ذکور و اناث بچوں کا ایک باضابطہ اور مکمل رجسٹر حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ہو - اور ایک خاص آدمی جس کو حضرت پسند کریں - اس رجسٹر کی تکمیل اور ترتیب کا ذمہ دار قرار پائے - اور حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس تمام درخواستیں پیش ہوتی رہیں - وہ اپنی فراست علم اور مناسب مشورہ کے بعد جو رشتہ تجویز کریں - ان پر ہم شرح صدر سے راضی ہو جائیں - ہماری شرائط اور حدود کا کوئی سوال نہ ہو - پھر دیکھ لو - کہ جو مشکلات اور شکایات آج پیدا ہو رہی ہیں - وہ رفع ہوتی ہیں یا نہیں

یہ سچ ہے اور بالکل درست ہے - اور خود حضرۃ خلیفۃ المسیح فرما چکے ہیں - کہ یہ کوئی مذہبی فرض نہیں - کہ لوگ مجھ سے لڑکے یا لڑکیوں کے رشتہ کے متعلق مشورہ کریں - لیکن تم جانتے ہو - کہ بے غرض غمگسار اور حقیقی فلاح خواہ اگر مل سکتا ہے - تو وہ اسی شخص کا وجود ہو سکتا ہے - جو اتنی بڑی قوم کا قافلہ سالار ہو - تم اس کی ذمہ داریوں کو خود محسوس نہیں کر سکتے - قوم کے لئے جو درد اور احساس اس کے اندر ہے - ہم اسکا اندازہ کرنے سے بھی عاجز ہیں - قوم میں وحدۃ و اتحاد پیدا کرنے کا یہ بھی ایک زبردست ذریعہ ہے - میں دیکھتا ہوں - کہ اندر ہی اندر ایک عام اور زبردست آواز ان مشکلات کے متعلق اُٹھ رہی ہے - جو لڑکے اور لڑکیوں کے ناطے رشتہ کرنے میں پیش آرہی ہیں - اس گتھی کے سلجھانے کا اگر کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے - تو یہی ہے - یہ درست ہے - کہ ایسا کرنے میں بہت سی خواہشوں کی قربانی ہم کو کرنی ہوگی - لیکن آخر ان برکات اور فیوض کے حاصل کرنے کے لئے جو وحدۃ کے ساتھ وابستہ ہیں جو حقیقی قومیت کے بعد پیدا ہوتی ہیں - قربانیوں کا وجود لازمی ہے - اور قربانی کا سوال اس قوم کے لئے تو بالکل ہیچ ہے جو پہلے سے اس کی عادی ہو - کیا تم بہت سی قربانیاں کر کے ہی اس سلسلہ میں نہیں آئے ؟ نظام قومی کے لئے یہ معمولی سی قربانی تمہاری راہ میں ٹھوکر کا پتھر نہیں ہونی چاہیئے - وقت آگیا ہے - کہ اس سوال کو ہمیشہ کے لئے حل کر دو - اگر یہ ضرورت واقعی ہے - جس پر میں نے آج قلم اٹھایا ہے - اور واقعی ہے - تو سوچو - کہ اسکا حل کیا ہے ؟

میں نے اپنے خیالات کو قوم کے سامنے رکھ دیا ہے - اور یوں کہنا چاہیئے - کہ اس سوال پر بحث کے دروازہ کو کھولا ہے - میں مشکلات کی تفصیل کر سکتا تھا - اور احباب اس سے ناواقف نہیں - کہ جو شخص سلسلہ کے ساتھ پیدا ہو کر سلسلہ کی تاریخ اور اس کی تدریجی حالتوں اور ضرورتوں سے بطور ایک شاہد حال کے واقف کار ہے -

وہ بہت کچھ اس سوال کے متعلق جانتا ہے۔ مگر مینے عمداً تمام پہلوؤں پر تفصیلی بحث کو چھوڑ کر اصولی پہلو لے لیا ہے قومی ضرورتوں اور سوالات کے حل کرنے کا یہی ایک طریق ہے۔ اخبارات ہماری کانفرنس اور انجمن نہیں۔ انجمنوں میں بعض اوقات اختلاف رائے سے مخالفت اور نفرت کے جذبات بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک شخص جب بالکل خالی الذہن ہو کر ایک سوال کے مختلف پہلوؤں پر غور کر کے رائے زنی کرتا ہے۔ تو اس کے زیر نظر کوئی شخصیت نہیں ہوتی۔ پس احباب اپنے اپنے مقام پر اس سوال پر غور کر کے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اس مضمون پر مختلف اور موافق آراء متواتر شائع ہوتی رہیں۔ آخر فیصلہ ہو جائے گا۔ مختلف ممالک کے لیڈنگ پیپرز کا یہی حال ہے۔ کہ وہ جس سوال کے متعلق کوئی فیصلہ قومی چاہتے ہیں۔ وہ اپنے کالموں میں اس بحث کو چھیڑتے ہیں۔ اور اس پر کافی مضامین شائع ہوتے ہیں مینے اس قومی ضرورت اور مشکل کے احساس کے بعد ایک عرصہ خاموش رہ کر اس وقت بولنا ضروری سمجھا جبکہ کوئی پبلک آواز نہیں اٹھتی ✦

اللہ تعالےٰ اعلیم اور گواہ ہے۔ کہ اس مسئلہ کے متعلق عام طور پر لوگوں میں چہ میگوئیاں سننے کے بعد مینے قلم اٹھایا ہے۔ اور میری غرض صرف یہی ہے۔ کہ گوہر مقصود ہمارے ہاتھ آئے ✦

میں آخر میں الفضل اور دوسرے قومی اخبارات سے التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ اس مضمون پر اپنے خیالات کو شائع کریں۔ اور دوسرے اہل قلم اور اہل الرائے لوگ اس کے مختلف پہلوؤں پر متانت کے ساتھ قلم اٹھائیں۔ تاکہ قوم ایک صحیح نتیجہ پر پہونچ سکے۔ میں ایک سلسلہ مضامین اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق دی لکھنا چاہتا ہوں ممکن ہے وہ الفضل میں ہو۔ یا خدا کے فضل سے الحکم ہی میں ہو۔ یا سلسلہ کے کسی اور اخبار میں۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ آئندہ اگر مجھے پھر قلم کے ذریعہ اپنی قوم کی خدمت کی توفیق خدا کے فضل سے ملی۔ تو میرا طریق عمل ہوگا۔ کہ جب تک ایک خاص امر جس پر بحث شروع ہوئی ہے اس کا فیصلہ نہ ہولے۔ کوئی دوسرا امر ...

نظم

در شانِ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

(از جناب سید محمد اشرف صاحب راولپنڈی)

من سدا ممنونِ احسان توام
من غلام و بندۂ فرمان توام
رحمت والطاف از تو دیدہ ام
میوہ ہا از گلشنِ تو چیدہ ام
گلشنت مامون بادا از خزاں
گلبنت شاداب بادا در جہاں
من نمک خوارِ توام صبح و مساء
من گرانبار توام بے منتہاء
آنچہ کردی با من مسکیں نہاں
کے توانم کرد ادرا من بیاں

فہرست نومبائعین

اہلیہ صاحبہ مرزا حمید الدین صاحب — اہلیہ محمد رمضان صاحب ملتان
بہاولپور — مرزا مراد بیگ صاحب
فضل خان صاحب - فیلڈ — راولپنڈی
فضل کریم صاحب - ملتان — احمد حسن صاحب - پٹیالہ
محمد حسین صاحب - " — معصوم شاہ صاحب فیلڈ
شیخ نبی بخش صاحب - " — شیدا بیسے صاحب - مونگھیر

بیعت خلافت

(۱) رحمت اللہ صاحب سامانہ - ریاست پٹیالہ
(۲) غلام محمد صاحب - " " "
(۳) حسن محمد صاحب - " " "

چمکار محمدی نظم پنجابی یعنی سوانح عمری حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم - اس کتاب کو حضرت خلیفۃ المسیح اول نے بہت پسند فرمایا تھا ✦
منشی جھنڈے خان احمدی مدرس و برانچ پوسٹ ماسٹر بیبالی (گوردا سپور)

اجرت اشتہارات الفضل ہفتہ وار

	صفحہ	کالم	نصف کالم	تہائی کالم	چوتھائی کالم
ایک سال	۳۰۰	۱۰۰	۵۵	۳۶	۳۰
نصف سال	۱۵۰	۵۲	۲۸	۲۰	۱۶
سہ ماہی	۸۰	۳۰	۱۶	۱۲	۱۰
ایک ماہ	۲۸	۱۲	۸	۵	۴
دوبار	۱۸	۹	۶	۴	۳
ایک بار	۱۱	۶	۴	۳	۲

ہفتہ میں دوبار چھپوانے کی اجرت اس سے دوگنی ہے اور فی سطر ۲ ایک بار کے۔ اور تقسیم کرائی ضمیمہ جو دو صفحے ہو۔ بالمقطع پانچ روپے لئے جائیں گے۔ اس سے زیادہ فی دو صفحہ ۴ زائد فی سینکڑہ - ریڈنگ میٹر میں اجرت ڈیوڑھی ہوگی۔

جو اشتہار چھپوانا چاہیں۔ وہ پہلے منیجر کو دکھا لیا جائے اس میں فحش الفاظ یا ایسے اوراق کا ذکر نہ ہو۔ منیجر کو ہر وقت اختیار حاصل ہے۔ کہ کسی اشتہار کی اشاعت بند کر دے اور بقیہ اجرت واپس دیدے۔ اس اجرت میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ پس رعایت کے لئے خط و کتابت فضول ہے ✦

منیجر الفضل قادیان

فروختِ زمین

حضرت مسیح موعود کے مسکن مبارک کے قریب متصل مہمانخانہ تین ٹکڑہ زمین برائے فروخت موجود ہیں۔ ان اصحاب کے لئے جو مسکن مبارک کے قرب میں جگہ حاصل کرنیکے لئے دل میں دیرینہ تڑپ رکھتے ہیں۔ بہت عمدہ اور بےنظیر موقعہ ہے۔

ٹکڑہ نمبر ۱	یک کنال	قیمت	۲۲۰ سالعہ
ٹکڑہ نمبر ۲	دس مرلہ	"	۱۰۰ انعار
ٹکڑہ نمبر ۳	گیارہ مرلہ	"	۲۴۰ اسالعہ

تمام درخواستیں بنام خاکسار آدیں۔ اور روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں آوے۔ (نوٹ) جن اصحاب کی درخواست معہ روپیہ سب سے پہلے آئیگی۔ وہ پہلے مقرر کردہ ٹکڑے کے حقدار ہونگے
المشتہر خاکسار بشیر احمد۔ بدر بھٹہ۔ قادیان۔